37

انسانی تخلیق کی غرض

فرمودہ ۴ ؍ اپریل ۱۹۱۹ء

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

"انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے اس دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی بیان فرماتا ہے اور وہ یہ کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات : ۵۷) جن وانس کی پیدائش کی غرض تو صرف یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کریں۔ تو انسان کی پیدائش کی یہ غرض بیان کی گئی کہ میرے عابد ہو جائیں اور میری عبادت کرنے لگ جائیں۔ اور سورۃ فاتحہ میں گویا اس غرض کے پورا ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور انسان کی زبانی اقرار کرایا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ اس اقرار میں دو باتوں کا ذکر ہے کہ انسان عبادت کرتا ہے اور خدا ہی کی کرتا ہے اور وہاں بھی دو ہی باتیں بیان کی ہیں کہ انسان کی پیدائش کی غرض یہ ہے کہ عبادت کرے اور خدا ہی کی کرے۔ پس وہاں اگر غرض بتائی تھی تو یہاں انسان اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ غرض پوری کر دی جس کے لیے مجھے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

یہ دعویٰ عربی زبان میں اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ اردو زبان میں اگر کسی مسلمان یا احمدی اور خاص احمدی کو بھی کہا جائیگا کہ کیا تم نے وہ غرض پوری کر دی تو وہ کہیگا کہ مجھ میں تو نقص ہیں۔ میں نے کہاں اس غرض کو پورا کیا ہے۔ بندوں کے سامنے تو کہے گا کہ میں نے اس غرض کو پورا نہیں کیا۔ مگر خدا کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے وہ غرض پورا کر دی ہے۔ حالانکہ جرأت کا مقام تو خدا کے بندے ہیں نہ کہ خدا۔ بندوں کے سامنے انسان تقیہ کر سکتا ہے۔ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اپنی حالت کو چھپا سکتا ہے۔ مخفی رکھ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا، مگر عجیب بات ہے کہ لوگ اردو میں تو یہ کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ مگر عربی میں وہی بات خدا کے سامنے کہتے ہیں اور یہ بات کچھ اردو سے

ہی خاص نہیں۔ فارسی والے فارسی میں نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے اس غرض کو پورا کردیا ہے چین کے لوگ چینی میں نہیں کہہ سکتے۔ یورپ کے لوگوں میں سے انگریزی بولنے والے انگریزی میں نہیں کہہ سکتے۔ فرانسیسی بولنے والے فرانسیسی میں نہیں کہہ سکتے۔ جرمن بولنے والے جرمن میں نہیں کہہ سکتے۔ خود عرب جن کی یہ زبان ہے۔ وہ بھی دوسرے لفظوں میں اس مطلب کو بیان نہیں کرسکتے۔ اور بیان کرتے ہوتے ڈرتے ہیں۔ لیکن ان لفظوں کو خدا کے سامنے ایک دفعہ نہیں دن اور رات میں کئی دفعہ دہراتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ الفاظ دہرانا کوئی چیز نہیں ہوتا۔ جب تک الفاظ کے اندر معنی نہ ہوں اور ان کی حقیقت کے مطابق عمل نہ ہو۔ پس جب خدا نے یہ کہا ہے کہ ہم نے انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کرے۔ تو انسان اس کا جواب ان لفظوں میں دیتا ہے کہ میں تو تیری ہی عبادت کرتا ہوں جس طرح ایک انجینئر یا ایک مدرس۔ ایک کلرک اپنے آقا کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ نے جو کام میرے سپرد کیا تھا۔ میں اسکو پورا کرچکا ہوں۔ اسی طرح جب ایک شخص خداتعالیٰ کے حضور جاکر کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ آپ نے جو میرے سپرد اپنی عبادت کرنے کا کام کیا تھا میں اس کو کر آیا ہوں۔

مثلاً ظہر کے وقت کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ صبح سے اس وقت تک جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تیری ہی عبادت کی ہے اور تیرے خلاف منشا قدم نہیں اُٹھایا۔ اور پھر عصر کی نماز میں ظاہر کرتا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیانی وقفہ میں میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے جس کے لیے تو نے مجھ کو پیدا کیا ہے پھر مغرب کی نماز کے وقت کہتا ہے عصر اور مغرب کے درمیان وہی غرض پوری کی ہے جس کے لیے مجھے پیدا کیا گیا ہے اور پھر عشاء کے وقت ظاہر کرتا ہے کہ خدایا مغرب اور عشاء کے درمیان میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے جس کے لیے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور پھر صبح کی نماز میں کہتا ہے کہ خدایا عشاء کے بعد سے میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے جس کے لیے تو نے مجھے دنیا میں بھیجا تھا۔

پس اسی طرح ساری عمر کے کاموں کا خداتعالیٰ کے سامنے اعلان کرتا ہے یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے مگر دوسرے لفظوں میں یہی بات ظاہر کرتے ہوئے موت پڑےگی۔ حالانکہ انسان روزانہ اقرار و اظہار کرتا ہے کہ اب تک تو میں اس غرض کو پورا کرچکا ہوں جس کے لیے مجھے پیدا کیا گیا اور آئندہ کے لیے مدد چاہتا ہوں۔ پھر دوسرے وقت میں جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا اب تک تو اس غرض کو پورا کرچکا ہوں آئندہ کے لیے تیری مدد کی ضرورت ہے اب بتاؤ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس غرض کو پورا کرچکے ہیں جو ان کے

پیدا کرنے کی ہے۔ تو کتنا بڑا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن جب ترجمہ کرکے ان سے سوال کیا جاتا ہے تو اس بات کے کہنے سے اُن کا دل کانپ جاتا ہے۔

درحقیقت یہ محض انکسار ہی نہیں ہوتا بلکہ واقعہ میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں جو اس غرض کو پورا کرتے ہیں۔ ہاں بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو اس کوشش میں لگے ہوتے ہیں اور وہ انہی میں سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اس غرض کو پورا کر دیا ہے کیونکہ اسلام نے کوشش کرنے والوں کو بھی اسی مد میں رکھا ہے جس میں کام کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً جو لوگ حج کو جاتے ہوئے رستہ میں مر جائیں ان کو حج کا ثواب ملے گا۔ اور جو نماز کے انتظار میں مر جائیں ان کی موت نماز کی حالت میں شمار کی جائیگی۔

پس وہ بندہ جو عبادت کی کوشش میں ہے کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کر چکا۔ کیونکہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: ۲۸۷) اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اس پر نہیں رکھا۔ پس جو شخص حتی المقدور کوشش کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں، لیکن جو کوشش بھی نہیں کرتا مگر کہتا ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ یعنی اس غرض کو پوری کر چکا ہوں جس کے لیے تُو نے مجھکو پیدا کیا تو وہ جھوٹ بولتا ہے وہ خدا کے سامنے افترا کرتا ہے اس لیے بجائے اس کے کہ اس کو اجر ملے وہ عذاب میں گرفتار کیا جائیگا۔

پس اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہتے ہوئے بڑا خوف دل میں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس نے واقعہ میں عبادت نہیں کی۔ یا اس کی راہوں پر چلنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اور پھر وہ یہ کہتا ہے کہ میں اس وقت تک کی عبادت کر چکا ہوں۔ تو وہ جھوٹ سے کام لیتا ہے اور خدا کے سامنے افتراء کرتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ عبادت کیا چیز ہے یہ ایک بہت بڑا مضمون ہے اس کے بیان کرنے کا وقت نہیں ہے اس لیے اب میں ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے کہ ہم اس غرض کو پورا کریں جس کے لیے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔"

(الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء)